حسان بن ثابتؓ

(۳)

از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب پرواز اصلاحی بمبئی

دورِ جاہلیت میں حسان کے مشاغل۔

حسان کی جاہلی زندگی کے متعلق ہمارے پاس معلومات کے ایسے ذرائع نہیں ملتے جس سے پتہ لگایا جاسکے کہ آغازِ جوانی سے قبول اسلام کے دور تک وہ کن کن مراحل سے گذرے۔ اس سلسلے میں جس قدر واقعات ملتے ہیں وہ تضاد سے خالی نہیں۔ ضرورت ہے کہ اس پر زیادہ چھان بین کی جائے۔ اگر تنقید کی کسوٹی پر انھیں پرکھا نہیں جائے گا تو صحیح معنوں میں ان کی دورِ جاہلیت کی زندگی اجاگر نہیں ہوسکتی

پوری تحقیق کے بعد ہم اسی نتیجے پر پہونچے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں حسان کی زندگی اپنے ہم عمر نوجوانوں سے کچھ مختلف نہ تھی۔ ان کی دلچسپیاں اور سرگرمیاں بھی زیادہ تر انھیں میدانوں میں تھیں جس سے عام طور پر آزاد منش جاہلیت کے نوجوان عادی تھے صرف ایک جنگ وجدال کا میدان ایسا تھا جس سے حسان کا تعلق محض زبانی تھا شمشیر زنی اور پنجہ آزمائی کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ اگر وہ تلوار کے دھنی یا مردِ میدان ہوتے تو ان کا یہ جوہر اسلام میں آنے کے بعد اور کھلتا۔ جہاں تک قومی پاسداری کا تعلق ہے تو اس وقت بھی انھوں نے طلاقتِ لسانی کے جوہر دکھلائے وہ جاہلیت کے دور میں قومی مفاخرت میں پیش پیش تھے۔ ہمیشہ اپنے خاندان کی عظمت کے گن گاتے رہے۔ ان کے پاس کوئی ہتھیار تھا تو زبان کا ہتھیار۔ اور کوئی تلوار تھی تو گفتار کی تلوار۔ اور اس میدان میں انھیں اس وقت بھی امتیازی درجہ حاصل تھا۔ جب کبھی کسی نے ان کے خاندانی

وقار کو ٹھیس لگانے کی کوشش کی تو وہ اس کا جواب دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے نہ صرف اپنے خاندان و قبیلہ کی دل کھول کر تعریف کرتے بلکہ حریف کی ہجو کرکے اس کی خاندانی عظمت کے پرخچے اڑا دیتے۔ ان میں قومی عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسی قومی عصبیت کا اثر تھا کہ قبیلہ اوس کی عورت عمرہ سے شادی کرنے کے بعد محض اس لئے اس کو طلاق دیدی کہ اس نے ان کے ماموں پر طعنہ زنی کی تھی۔ اوس وخزرج کی باہمی لڑائیوں میں جو کچھ ہوا اس کے اثرات ان کے کلام میں بھی ظاہر ہوئے ہیں۔

حسان کے اندر قومی حمایت کے علاوہ ان کے کلام کی اندرونی شہادت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ جوانی کے ایام میں عیش وعشرت کے بھی خوب مزے اٹھائے ہر قسم کی لذتوں سے لطف اندوز ہوئے۔ وہ شراب وکباب کی مجلسوں میں علانیہ شریک ہوتے۔ مغنیہ عورتوں کے گانوں سے دل بہلاتے۔ ابوالفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی میں ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت کو ایک دعوت میں بلایا گیا جہاں انھوں نے رائقہ (ایک مغنیہ کا نام) اور اس کی مالکہ کا گانا سنا۔ جب وہ اپنے گھر لوٹ کر آئے تو کہنے لگے۔ رائقہ اور اس کی مالکہ کے گانے نے مجھے وہ گانا یاد دلا دیا جسے زمانہ جاہلیت کے بعد سے آج تک میرے کانوں نے نہیں سنا تھا۔ میں ایک رات جبلہ بن ایہم کا مہمان تھا۔ میں نے وہاں دس گانے والیاں دیکھیں۔ پانچ رومی عورتیں تھیں جو بربطوں پر رومی گانے گاتی تھیں۔ اور پانچ اہلِ حیرہ کے مخصوص گانے گاتی تھیں۔ جبلہ جب شراب پینے بیٹھتا تھا تو اپنے نیچے ریحان، چنبیلی اور انواع واقسام کے پھولوں کا فرش بچھالیا کرتا تھا چاندی اور سونے کے برتنوں میں عنبر اور مشک کی دھونی دی جاتی تھی۔ سردی کا اگر موسم ہوتا تھا۔ تو تازہ عود جلایا جاتا تھا۔ اور اگر گرمی کا موسم ہوتا تو اندر برف کی سلیں لگادی جاتی تھیں۔ وہ خود اور اس کے ندیم گرمی کے لباس میں آتے تھے

جس میں خاص امتیاز ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ سردی کے موسم میں یہ لوگ سمور اور پوستین پہن کر آتے تھے۔ بخدا جب کبھی بھی میں اس کی محفل میں شریک ہوتا تو وہ روزانہ اپنا اس دن کا لباس بطور خلعت کے مجھے یا اپنے کسی دوسرے ندیم کو عطا کر دیتا تھا اگر کوئی نادانی کی بات کر بیٹھتا تھا تو وہ نہایت بردباری سے اس کو پی جاتا تھا۔ ہمیشہ ہنستا رہتا تھا اور بغیر مانگے عطا کرتا رہتا تھا۔ نہایت حسین و وجیہ اور نہایت بذلہ سنج بادشاہ تھا۔ میں نے اس سے کبھی کوئی سبک بات یا شوخ کلمہ نہیں سنا ہم لوگ اس زمانے میں شرک میں مبتلا تھے۔ [1]

دورِ جاہلیت میں حسان شراب کے اس درجہ رسیا تھے کہ انھوں نے اس کے پیچھے اپنی دولت کا بڑا حصہ برباد کر دیا، اگر ان میں مئے نوشی کی خصلت نہ ہوتی تو عرب کے دولت مندوں میں ان کا شمار ہوتا۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں ؎

تقول شعثاء لو تفیق من الکأس   لأُلفیت مُثری العدد

(شعثاء کہتی ہے کہ اگر تم جامِ شراب سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے تو تم مالدار ہو جاتے)

اهوی حدیث الندمان فی فلق   الصبح وصوت المسامر الغرد

پو پھٹتے۔ ندیموں کی خوش گپیوں اور مطرب کے دلکش گانے سننے کو جی چاہتا ہے

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا   ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

مشہور شاعر اعشیٰ بھی شراب کی مجلسوں میں اکثر ان کا ہم جلیس ہوا کرتا تھا دونوں دختِ رز کے مارے ہوئے تھے ایک مرتبہ دونوں شام کے کسی شراب خانے میں ساتھ ہی گئے۔ شراب خریدی اور جی بھر کر پی۔ حسان پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو کیا سنتے ہیں کہ اعشیٰ شراب فروش سے کہہ رہا ہے "بڈھا شراب کے بوجھ کی تاب نہ لا سکا" پہلے تو حسان نے دھیان نہیں دیا۔ پھر جب اعشیٰ سو جاتا ہے

---

[1] آغانی جلد ۱۵ ص ۱۲۶۔

تو انھوں نے شراب فروش سے کل کی کل شراب خرید لی اور اس کے اوپر بہا دی یہاں تک کہ وہ بہہ کر اعشیٰ کے نیچے تک پہونچ گئی ۔ ؎[1]

دور جاہلیت میں حسان کی رندانہ زندگی کی تصویر دیکھنی ہو تو خود ان کے اشعار میں دیکھی جا سکتی ہے ؎

رب لھوٍ شھدتہ ام عمرو بین بیضٍ نواعم فی الریاط

(اے ام عمرو میں کتنی عشرت گاہوں میں شریک ہو چکا ہوں جہاں گوری نازک اندام چادروں میں ملبوس ہوا کرتی تھیں)

مع ندامی بیض الوجوہ کرام نبھوا بعد خفقۃ الاشراطِ

(بڑے بڑے ذی وجاہت لوگ میرے ندیم ہوا کرتے اور صبح کو طلوع ہونے والے ستاروں کے ڈوب جانے کے بعد ہی بیدار رہا کرتے)

بکمیتٍ کانھا دم جوف عتقت من سلافۃ الانباطِ

(شراب ارغوانی کے نشہ میں مدہوش رہتے اور یہ خالص انگوری شراب انباط (علاقہ شام) کی عمدہ شراب ہوتی)

فاحتواھا فتیً یھین لھا المال ونادمت صالح بن علاط

(اس پر ایسے نوجوان کا قبضہ رہتا جس نے مال و دولت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اس مجلس میں صالح بن علاط جیسے لوگ شریک بزم ہوتے)

ظل حولی قیانہٗ عانفاتٍ مثل اُدم کوانسٍ وعواطی

(میرے اردگرد ان کی مغنیہ لونڈیاں ہوتیں جو کناس کی ہرنیوں کی طرح تھیں اور جا بجا کام دیئے جاتی تھیں)

اس زمانے کی ادبی زندگی میں جتنی باتیں پائی جاتی تھیں وہ بڑی حد تک حسان میں بھی موجود تھیں۔ وہ اپنے قرابت مند اور خاندانی بادشاہ آل غسان کے پاس جا کر

[1] آغانی ۴/۱۲۶

ان کی مدح میں اشعار کہتے۔ ان سے صلہ و انعام پاتے۔ اور ساتھ ہی ان کی صحبتوں میں رہ کر داد عیش بھی دیتے۔ میلوں اور بازاروں بھی شریک ہوتے۔ اپنے دور کے شاعروں سے بھی شاعرانہ معرکہ آرائی کرتے ان کے اشعار سنتے اور خود اپنے اشعار سناتے۔

سوق عکاظ کے معرکے

جاہلیت کے دور میں عربوں کے یہاں اسواق کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ سال کے بارہ مہینوں میں عرب کے مختلف گوشوں میں میلے اور منڈیاں لگتی تھیں۔ ان میں مال تجارت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری کی مجلسیں منعقد ہوتیں۔ کشتی، تیر اندازی، گھوڑے سواری کے مظاہرے ہوتے۔ قبائلی تفاخر کا اظہار ہوتا۔ ان اسواق میں سوق عکاظ سب سے زیادہ اہم تھی۔ اس کا سب سے دلچسپ پہلو یہ تھا کہ یہاں شعراء کے جمگھٹے ہوتے۔ شعر و سخن اور ادبی تنقید کی محفلیں ہوتیں۔ جن میں شرکت کے لئے سال بھر قصائد کی تخلیق اور کلام کی تزئین میں شعراء مصروف رہتے۔ اسی موقع پر امیہ بن خلف الخزاعی نے حسان بن ثابت کی ہجو کرتے ہوئے ان پر طنز کیا ہے۔ ؎

الا من مبلغٍ حسان عنّی — مغلغلةً تدبّ الی عکاظِ

(ہے کوئی جو حسان کو میری طرف سے ایک پیغام (شعروں کی شکل میں) پہنچا دے جو عکاظ میں پہونچ کر شہرت حاصل کریں گے)

اس کے جواب میں حسان کہتے ہیں :-

اتانی عن امیة ذر و قول — و ماهو بالمغیب بذی حفاظِ

(مجھے امیہ کی طرف سے ایک ناقص سی بات پہنچی ہے اور یہ شخص بدعہد اور بے عزت ہے)

سانشر ان بقیت لکم کلاما — یُنشَر فی المجامع من عکاظِ

(اگر میں زندہ رہا تو تجھے ایک ایسا ہجو یہ کلام تیار کرکے دوں گا جو عکاظ کے مجمعوں میں مشہور کیا جائیگا)

قوافی کالسلام اذا استمرت — من الصم المعجرفة الغلاظِ

(ایسے اشعار جو پتھر کے مانند سخت ہوں گے اور جب کانوں میں پڑیں گے تو ان کو پھاڑ کر رکھ دیں گے)

تزورك ان شتوت بكل ارض وترضخ في محلك بالمقاظ

(تو جہاں بھی ہوگا وہ تجھ تک پہنچ ہی جائیں گے حتیٰ کہ اگر تو موسم سرما میں بھی اپنے مکان کے اندر ہوگا تو تیرے سر کو توڑ کر رکھ دیں گے)

سوق عکاظ میں ہر قبیلے کے شعراء اپنے اپنے کلام پیش کرتے۔ ناقدین سخن جسے عمدہ قرار دیتے وہ جزیرۂ عرب کے گوشے گوشے میں پہنچا دیئے جاتے۔ یہ اشعار بادیہ۔ صحرا۔ بستی اور شہر کے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو جاتے۔ اس میلے میں تہامی، حجازی، نجدی، عراقی، یمامی، یمنی، اور عمانی اپنے اپنے علاقے کی زبان اور محاورات لے کر پہنچتے۔ عکاظ میں ان الفاظ اور لہجات کی چھان بین کی جاتی اور ان میں جو عمدہ اور رمنا سب ہوتے وہ بقائے دوام حاصل کر لیتے۔ کھوٹے کھرے، بھدے اور ثقیل الفاظ رد کر دیئے جاتے۔

سوق عکاظ میں سب سے پہلی بار نابغہ ذبیانی مجلس شعر و تنقید کی مسند صدارت پر رونق افروز نظر آتا ہے۔ جس کے سامنے ابو بصیر اعشیٰ۔ خنساء اور حسان بن ثابت اپنے اپنے قصائد پیش کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ نابغہ ذبیانی کے لئے چمڑے کا سرخ خیمہ نصب کیا جاتا تھا۔ شعراء اس کے قریب جمع ہوتے۔ اور اپنے قصائد پیش کرتے وہ ان کے متعلق اپنی تنقیدی رائیں ظاہر کرتا اور پھر ہر سال کسی ایک شاعر کو "فحل الشعراء" یا سال کا بہترین شاعر قرار دیتا۔ سب سے پہلے ابو بصیر اعشیٰ (میمون بن قیس) نے اپنا قصیدہ پیش کیا جس میں اس نے کہا ؎

مابكاء الكبير بالاطلال وسؤالي وما ترد سوالي

(ٹیلوں کے پاس بوڑھے کے رونے سے کیا حاصل۔ میں ان سے کیا سوال کروں جبکہ وہ مجھے جواب دیتے نہیں)

لہ اسواق العرب فی الجاہلیۃ والاسلام ص۲۲۶